تاج العلماء ایک مینارۂ نور

محسن اہلسنّت تاج العلماء حضرت علامہ **مفتی محمد عمر نعیمی** رحمۃ اللہ علیہ

کی دینی خدمات اور کارناموں پر مشتمل ایک اہم تحریر

حسبِ ارشاد

علامہ حضرت مولانا **جمیل احمد نعیمی ضیائی** مدظلہ العالی

(اُستاذ الحدیث دار العلوم نعیمیہ، کراچی)

تحریر و تحقیق

غلام مصطفیٰ نعیمی

(مدیر، سہ ماہی سوادِ اعظم، دہلی)

تاج العلماء ایک مینارۂ نور

محسن اہلسنّت
تاج العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمۃ
کی دینی خدمات اور کارناموں پر مشتمل ایک اہم تحریر

حسبِ ارشاد

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری
(أستاذ الحدیث دار العلوم نعیمیہ، کراچی)

تحریر و تحقیق

غلام مصطفیٰ نعیمی
(مدیر، سہ ماہی سوادِ اعظم، دہلی)

ناشر

مکتبہ نعیمیہ (دار العلوم نعیمیہ) بلاک ۱۵، فیڈرل بی ایریا کراچی

نام کتاب ..... تاج العلماء ایک مینارۂ نور
زیر سرپرستی ..... حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری
مؤلف ..... غلام مصطفیٰ نعیمی (مدیر سہ ماہی سوادِ اعظم، دہلی)
ناشر و تقسیم کار ..... مکتبہ نعیمیہ (دار العلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا، کراچی)
مطبع ..... الناصر ریسرچ اکیڈمی، کراچی
0300-2080345 - mnkchishti@gmail.com
اشاعت اوّل ..... شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ/ جون ۲۰۱۴ء
صفحات ..... چوبیس (۲۴)
ہدیہ ..... -/۴۰ روپے

ملنے کے پتے

- دار العلوم نعیمیہ، بلاک نمبر ۱۵، دستگیر سوسائٹی ایف بی ایریا کراچی ۳۸
  فون نمبرز: 0300-3532440, 021-36324236
- مکتبہ غوثیہ ہول سیل نزد پرانی سبزی منڈی حاجی جلال بلڈنگ، فرقان آباد کراچی
  فون نمبرز: 34926110 - 021-34910584
- ضیاء القرآن، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی
  فون نمبرز: 32210212 - 021-32630411
- مکتبہ رضویہ، گاڑی کھاتا، آرام باغ، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

○

صاف اس کو نہ کیا جائے تو جم جائے گی
گرد آئینہ کردار تک آ پہنچی ہے

مرادآباد کی سرزمین بڑی مردم خیز واقع ہوئی ہے یہاں علم وفضل کے ایسے ایسے آفتاب و ماہتاب پیدا ہوئے ہیں جن کی علمی ضیا پاشیوں سے ایک جہان روشن ومنور ہے جنہوں نے اپنے علم وفن کے ذریعے ملک وملت کی مثالی خدمات کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اور آج بھی ان کے نقوش زندگانی فرزندان اسلامیہ کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔انہی نابغہ روزگار شخصیتوں میں محسن اہل سنت، محدث ومفسر، دست راست صدرالافاضل، تاج العلماء حضرت مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ ایک نمایاں شان کے حامل نظر آتے ہیں جو اپنی خدمات کے حوالے سے پوری دنیائے اہل سنت کی جانب سے شکریہ کے حقدار تھے اور ہیں، مگر افسوس! ہماری غفلت و بے حسی کی بدولت وہ گمنامی کی وادیوں میں گم ہو گئے۔ پاکستان کے بارے میں تو وثوق سے نہیں کہتا کہ لیکن ہندوستان میں کتنے کان ہیں جو حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی کے نام نامی سے آشنا ہیں؟ خود ان کی آرزوؤں کے مرکز جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں بھی ایک عجیب سی خاموشی نظر آتی ہے، حالانکہ اسی ادارے کی تعمیر وترقی، تدریس واہتمام اور عروج وارتقاء کے لیے انہوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ قربان کیا مگر:

کہیں بھی کوئی دریچہ کھلا نہیں ملتا
میاں اس شہر میں کون لوگ رہتے ہیں

آج اس مضمون کو تحریر کرتے ہوئے بے پناہ خوشی وسکون کا احساس ہو رہا ہے کیونکہ حضرت تاج العلماء میرے سلسلہ علمی کے اساتذہ کی فہرست میں بھی شامل ہیں اور اوران کی ادارت میں نکلنے والے ماہنامے ''السوادالاعظم'' مرادآباد کی نشاۃِ ثالثہ کی سعادت بھی اسی ناچیز کے حصے میں آئی۔ اب آگے پڑھتے جایئے اور اندازہ لگایئے کہ ''اپنی ذات میں انجمن'' کے محاورے کا مطلب کیا ہے؟ اور حضرت تاج العلماء علیہ الرحمہ محسن اہل سنت کیوں کہے جاتے ہیں؟

ولادت باسعادت

حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ کی ولادت ۲۷، ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء کو مرادآباد کے ایک متوسط اور دین دار گھرانے میں ہوئی (۱)، آپ کے والد بزرگوار جناب محمد صدیق صاحب عمارتی لکڑی کے تاجر تھے۔ آپ مرادآباد کے ایک انتہائی خوش عقیدہ محلّہ (کسرول کوچہ ڈہریا) میں رہتے تھے۔ جس کا نام اب حضرت خواجہ ہند کی نسبت سے ''خواجہ نگری'' ہے۔ آج بھی ۶، رجب المرجب کو اس محلے کی بہاریں دیکھتے ہی بنتی ہیں، گھر گھر فاتحہ، قرآن خوانی، حمد ونعت ومنقبت کی نورانی محفلیں اور عطر وخوشبو سے مہکتے ہوئے گلی کوچے اور لوگوں کی چہل پہل سے لگتا ہے کہ جیسے شادی کا ماحول ہو۔ پورے مرادآباد میں اس محلے کی حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی وشیفتگی ضرب المثل ہے۔ اسی خوش عقیدہ بستی میں حضرت تاج العلماء نے آنکھیں کھولیں، آپ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے، اس وجہ سے آپ پورے گھر کے چہیتے اور دلارے تھے۔

ولادت سے پہلے نانا جان کی منت

حضرت تاج العلماء علیہ الرحمہ کی پیدائش سے پہلے آپ کے کئی بھائی صغرسنی میں ہی انتقال کر چکے تھے جس کی وجہ سے سبھی اہل خانہ غمگین رہا کرتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کے نانا جان شیخ کرامت علی نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں منت مانی کہ اگر میری بیٹی

کے گھر کوئی بیٹا پیدا ہوا اور زندہ رہا تو میں اسے دین مصطفیٰ کی تبلیغ واشاعت کے لیے وقف کر دوں گا۔ دل سے نکلی ہوئی دعا باب اجابت سے ٹکرائی، مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کا نام نامی کام آیا اور آپ بفضل ربی زندہ رہے اور دین مصطفیٰ کی تبلیغ کے لیے وقف کر دیے گئے۔(۲)

تعلیم وتربیت

آپ کی ابتدائی تعلیم جناب منشی شمس الدین صاحب کے یہاں شروع ہوئی ابتدائی کتابیں اور ناظرہ الحاج حافظ محمد حسین صاحب سے پڑھا جب کہ فارسی اور صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔(۳)

اس کے بعد آپ کے نانا جان آپ کو لے کر امام الہند حضرت صدر الافاضل کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت صدر الافاضل نے آپ کی آزمائش کے طور پر آپ سے ایک سوال کیا۔ اتفاق سے آپ اس کا درست جواب نہیں دے سکے اس پر حضرت صدر الافاضل نے فرمایا بیٹا کیا آپ کے استاذ نے یہی پڑھایا ہے۔ حضرت تاج العلماء نے عرض کیا کہ حضور استاذ محترم نے تو ٹھیک پڑھایا تھا مگر مجھے یہی یاد رہا۔(۴)

تاج العلماء کا یہ ادب دیکھ کر حضرت صدر الافاضل نے آپ کو اپنی آغوش میں لے لیا اور پھر اپنی زندگی کی آخری سانس تک حضرت تاج العلماء کو اپنے ساتھ ہی رکھا، اولاد سے بڑھ کر محبت سے نوازا، اپنے اخیر وقت میں اپنے بڑے شہزادہ صدر العلماء حضرت سید محمد ظفر الدین نعیمی علیہ الرحمہ سے فرمایا: ''مولانا محمد عمر کی امانت، دیانت، محبت میری جانچی ہوئی ہے۔ تمہاری سب کی سعادت اسی میں ہے کہ ان کے قدم دھو کر پیوان کے کاموں میں دخیل نہ ہو یہ میرے معتمد اور مخلص ہیں''۔(۵)

تاج العلماء کی دستار فضیلت

جب حضرت تاج العلماء اپنی عمر کے انیسویں سال میں داخل ہوئے تو آپ نے مروجہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل فرمائی اور حضرت صدر الافاضل کی جوہر شناس نگاہوں کے

سایے میں رہ کر آپ سے ادب عربی میں کمال پیدا کیا اور ساتھ ہی ساتھ فن طب میں بھی استاذ محترم سے خوب خوب فیض حاصل کیا۔ اب انتظار ہونے لگا اس وقت کا جب اکابرین اہل سنت کے مبارک ہاتھوں سے سر پر نیابت رسول کا تاج زریں رکھا جائے گا، کشاں کشاں وہ وہ حسین ساعت بھی آ ہی گئی کہ جب جامعہ نعیمیہ کے صحن میں علم وفضل کے وہ مشاہیر وارد ہوئے، جن کے علم وفضل کے آفتاب سے باطل طاقتوں کا ظلمت کدہ چکنا چور ہوا اور ایوان باطل میں ایسا شگاف پڑا کہ آج بھی اس کے نشانات نظر آتے ہیں۔

دستار فضیلت میں اعلیٰ حضرت کی آمد

ماہ صفر المظفر ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء کو ایک ایسا مبارک دن آیا جس پر اہل مراد آباد جتنا ناز کریں اتنا کم ہے۔ موقع دستار فضیلت کا ہے اور اس میں سرپرست اعلیٰ کی حیثیت سے عالم اسلام کے فقیہ اعظم، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے عالمانہ وعارفانہ وقار وتمکنت کے ساتھ جلوہ بار ہوئے۔ ہر طرف اہلاً وسہلاً کی صدائیں بلند ہوئیں پورا مراد آباد ایک جھلک دیکھنے کے لیے دیوانہ وار جامعہ کی طرف دوڑ پڑا، پورے شہر میں ایک عید کا سا سماں، ہر چہرہ شاداں وفرحاں، اپنی آنکھوں میں امام عشق ومحبت کے جلوے بسا لینے کی تمنا لیے ہزاروں فرزندان توحید جامعہ نعیمیہ کے صحن میں اکٹھے ہو گئے۔

اسٹیج سج گیا اور ادھر امام عشق ومحبت اپنی آرام گاہ سے نکل کر اسٹیج کی طرف قدم رنجہ ہوئے، آگے آگے حسان الہند ہیں اور آپ کے جلو میں اساطین علم وفن کی جماعت ہے جس میں شہزادہ اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں، ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین بہاری، صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی، مولانا محمد فاخر علی اجملی، حضرت مولانا شاہ عبد المقتدر بدایونی، مولانا محب احمد بدایونی، مولانا عبد الماجد بدایونی، مولانا شاہ سلامت اللہ رامپوری، مولانا اعجاز حسین رامپوری علیہم الرحمہ جیسی نابغہ روزگار ہستیاں تھیں۔(۶)

اہل مراد آباد آج اپنے مقدر پر نازاں تھے کہ ان کے درمیان جماعت اہل سنت کے وہ آفتاب و ماہتاب موجود تھے جن کے وجود مسعود سے ایک زمانہ روشن و تاب ناک ہے۔ کتنی خوش نصیب تھیں وہ آنکھیں جنہوں نے ان عارفان حق کے جلووں سے اپنی آنکھوں کو محظوظ کیا، اسی عالم میں وہ ساعت بھی آئی جب صدر الافاضل کی گزارش پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے آگے بڑھ کر مفتی محمد عمر نعیمی کے سر پر اپنے دست مبارک سے دستار فضیلت کا تاج زریں رکھ کر انہیں ''تاج العلماء'' بنادیا۔

تدریسی زندگی کا آغاز

درس نظامی کی تکمیل کے بعد حضرت صدرالافاضل نے آپ کو جامعہ میں ہی روک لیا اس طرح آپ کی تدریسی زندگی جامعہ ہی سے شروع ہوئی اور یہیں سے آپ نے چشمہ علم سے تشنگان علوم کو سیراب کرنا شروع کیا۔ حضرت تاج العلماء کے شہزادہ حضرت مفتی محمد اطہر نعیمی دام ظلہ راقم کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''راقم الحروف (مفتی اطہر نعیمی) کے والد تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی قدس سرہ صدرالافاضل کے ابتدائی شاگردوں میں سے تھے اور بقول مولانا غلام محی الدین صاحب مرحوم صدرالافاضل کے ابتدائی شاگردوں کے استاذ بھی تھے۔ والد محترم صدرالافاضل کے ان شاگردوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ صدرالافاضل کی خدمت میں گزارا''۔

جامعہ نعیمیہ جو پہلے انجمن اہل سنت و جماعت کے نام سے موسوم تھا اس میں مدرس، مہتمم اور مدرس اول کی حیثیت سے گزارا السواد الاعظم کے مدیر بھی رہے اور نعیمی پریس کی نگرانی بھی انہیں کے سپرد تھی''۔(۷)

تاج العلماء کے متعلق آپ کے شہزادے کی بات محض اپنے والد سے محبت نہیں بلکہ ایک ٹھوس حقیقت اور اٹل سچائی ہے۔ آپ واقعی صدرالافاضل کے کے شاگردوں کے استاذ ہیں۔ آپکی فراغت ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء کو ہوئی بعد فراغت آپ نے وہیں پڑھانا

شروع کر دیا اور یہ سلسلہ تدریس ۱۹۵۱ء تک چلا اس طرح قریب چالیس سال آپ جامعہ میں مسند تدریس سجائے رہے یہی وہ دور ہے جب جامعہ میں حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی (زمانہ تعلیم ۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۴ء) مفتی امین الدین بدایونی (۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۵ء) امام النحو علامہ غلام جیلانی میرٹھی (۱۹۲۰ء تا ۱۹۲۳ء) مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اڑیسوی (سن مذکورہ) شمس العلماء قاضی شمس الدین جونپوری (سن مذکورہ) حافظ ملت حضرت مولانا عبد العزیز مرادآبادی (سن مذکورہ) مفکر ملت حضرت مفتی غلام معین الدین نعیمی مدیر ہفت روزہ سوادِ اعظم لاہور اور مفتی محمد حسین نعیمی سنبھلی علیہم الرحمہ جیسے اکابرین اہل سنت جامعہ نعیمیہ کے طالب علم رہے، جہاں حضرت صدر الافاضل کے علاوہ مفتی محمد عمر نعیمی بھی اپنی مسند علم سے گوہر علم تقسیم کر رہے تھے۔

اس لیے میں کہنے میں حق بجانب ہوں کہ جو طالب علم کسی ادارے میں چار سے پانچ سال گزارے وہ ضرور اس ادارے کے سبھی اساتذہ سے اکتساب علم کر چکا ہوتا ہے اور پھر آج سے چالیس پچاس سال پہلے جو ماحول تھا وہ تو اب نظر بھی نہیں آتا آج تو ایک استاذ پانچ چھ کتابوں سے زیادہ کتابیں پڑھاتے ہی نہیں الا ماشاء اللہ لیکن مفتی صاحب تدریس سے کس قدر لگاؤ رکھتے تھے۔

اس کے بارے آپ کے عزیز شاگرد مفتی جمیل احمد نعیمی تحریر فرماتے ہیں:

> ''احقر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ مفتی صاحب اپنی کبرسنی کے باوجود ایک وقت میں میزان سے لے کر دورہ حدیث تک سولہ سولہ اسباق پڑھاتے تھے''۔(۸)

جس دور کا تذکرہ آپ کی نگاہوں سے گزرا یہ بھی تاج العلماء کا آخری دور تھا جب آپ مرادآباد میں نہیں کراچی میں تھے اور جوان نہیں بلکہ شیخوخیت کی منزل میں تھے۔ جب اخیر دور کا یہ عالم تھا تو جوانی میں مفتی صاحب کے درس دینے کا عالم کیا ہوگا؟ اس لیے بجا طور پر یہ کہا جانا مناسب ہے کہ آپ صدر الافاضل کے شاگردوں کے استاذ ہیں اور اس

طرح ہندوستان کی اکثر درس گاہیں کہیں نہ کہیں صدر الافاضل کے فیضان کے ساتھ ساتھ فیضان تاج العلماء کی مرہون منت بھی ہیں۔

راقم اپنی اس بات کو مزید جامعہ کے رجسٹر داخلہ کے اعداد وشمار سے ثابت کرتا مگر افسوس وہ سب رجسٹر نہ جانے کہاں غائب ہو گئے تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکے۔ بعد میں پتا لگا کہ وہ رجسٹر خانوادہ صدر الافاضل میں محفوظ ہیں ناچیز کی درخواست پر انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ جلد ہی ان رجسٹروں کو عطا فرمائیں گے جیسے ہی وہ رجسٹر ملتے ہیں فوراً ہی اس امر کو اعداد وشمار سے مدلل کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

خدمت افتاء

حضرت مفتی صاحب جہاں دیگر علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے، وہیں آپ فقہ وافتاء سے بھی خصوصی لگاؤ رکھتے تھے۔ حضرت کے فتاویٰ کتابی صورت میں تو میری نگاہ سے نہیں گزرے (ہندوستان کی حد تک تو یقیناً اور پاکستان میں بھی غالباً مفتی صاحب کے فتاویٰ کتابی صورت میں مدون نہیں ہو سکے ہیں، اس طرف بھی دھیان دیے جانے کی ضرورت ہے) لیکن ہاں! ماہنامہ السواد الاعظم (جس کے آپ مدیر اعلیٰ تھے) میں آپ کے کچھ فتاویٰ مطالعے میں آئے جنہیں دیکھ کر اندازہ ہوا کہ مفتی صاحب اس میدان کے بھی ماہر تھے۔ بات بے دلیل نہ رہ جائے اس لیے آپ کا ایک فتویٰ نقل کیا جا رہا ہے جس سے ہماری بات کی تائید بھی ہوتی ہے اور مفتی صاحب کے ماہر فقہ وافتاء ہونے پر روشنی بھی پڑتی ہے۔

حضرت صدر الافاضل نے اپنے ایک فتوے میں قرآن کی ایک آیت تبیاناً لکل شئی سے علم غیب ماکان و مایکون پر استدلال کیا تھا۔ جس پر اعتراض کرتے ہوئے ایک شخص نے سوال کیا" کہ آیت کریمہ میں کل شئی وارد ہے۔ کیا دلیل ہے کہ وہ کل احاطہ کے لیے ہی ہو اور جمیع اشیاء ہی مراد ہوں ممکن ہے کہ اس سے احاطہ

مقصود نہ ہو جیسے قرآن پاک میں دوسری جگہ واوتیت من کل شئی وارد ہوا ہے اور وہاں کل سے احاطہ جمیع اشیاء کا مراد نہیں ہے"۔

اپنے استفتاء میں سائل نے نقد کیا ہے کہ کل ہمیشہ احاطہ کے لیے نہیں ہوتا بلکہ بعضیت کے لیے بھی ہوتا ہے اور دلیل میں قرآنی آیت بھی پیش کی اس سے آپ سائل کا اندازہ بھی بخوبی لگا سکتے ہیں کہ وہ کوئی عامی انسان نہیں تھا بلکہ کوئی تعلیم یافتہ انسان تھا۔اس کا جواب دیتے ہوئے تاج العلماء رقم طراز ہیں:

"کلمہ کل احاطہ کے لیے موضوع ہے اور لفظ اپنے موضوع لہٗ پر دلالت کرنے میں دلیل خارجی کا محتاج نہیں ہوتا ورنہ وضع عبث اور لغت بے اعتبار ہو جائے"۔

آگے فرماتے ہیں کہ کسی کلمے کا معنی مجازی میں مستعمل ہو جانا یہ لازم نہیں کرتا کہ ہر جگہ اس سے وہی معنی مجازی مراد لیے جائیں اور کہیں بھی وہ اپنے حقیقی معنی میں مستعمل نہ ہو یا حقیقی معنی مراد ہونے کے لیے کسی اور دلیل کی حاجت پڑے۔اس مسئلے کی کامل تنقیح وتحقیق الکلمۃ العلیاء میں ہے اگر ہمارے عنایت فرما الکلمۃ العلیاء کا مطالعہ کرتے تو انہیں زحمت سوال برداشت کرنا نہ پڑتی،آپ یہ غور کیجئے کہ قرآن پاک میں شئی کے اوپر کل کا لفظ اور جگہ بھی وارد ہے ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر،وھو بکل شئی علیم،وکان اللہ بکل شئی محیطاً تو کیا معترض کے نزدیک سب جگہ کل بمعنی بعض ہی ہے؟نہیں تو تبیاناً لکل شئی میں کل بمعنی بعض ہونے پر اس کے پاس کون سی نص موجود ہے؟

آگے اپنے مدعا کو مزید ثابت کرتے ہوئے مفتی صاحب فرماتے ہیں "مختلف عبارات سے حضور سید عالم ﷺ کے لیے جمیع اشیاء کا علم ثابت ہو رہا ہے ایک حدیث ہے:

اخبرنا عن بدء الخلق حتیٰ دخل اھل الجنۃ منازلھم و اھل النار منازلھم:

ترجمہ: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتی و جہنمیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہو جانے تک کی۔

دوسری حدیث: ما ترک شئیاً یکون فی مقامہ ذالک الیٰ قیام الساعۃ

مقصود نہ ہو جیسے قرآن پاک میں دوسری جگہ واوتیت من کل شئی وارد ہوا ہے اور وہاں کل سے احاطہ جمیع اشیاء کا مراد نہیں ہے"۔

اپنے استفتاء میں سائل نے نقد کیا ہے کہ کل ہمیشہ احاطہ کے لیے نہیں ہوتا بلکہ بعضیت کے لیے بھی ہوتا ہے اور دلیل میں قرآنی آیت بھی پیش کی اس سے آپ سائل کا اندازہ بھی بخوبی لگا سکتے ہیں کہ وہ کوئی عامی انسان نہیں تھا بلکہ کوئی تعلیم یافتہ انسان تھا۔اس کا جواب دیتے ہوئے تاج العلماء رقم طراز ہیں:

"کلمہ کل احاطہ کے لیے موضوع ہے اور لفظ اپنے موضوع لہٗ پر دلالت کرنے میں دلیل خارجی کا محتاج نہیں ہوتا ورنہ وضع عبث اور لغت بے اعتبار ہو جائے"۔

آگے فرماتے ہیں کہ کسی کلمے کا معنی مجازی میں مستعمل ہو جانا یہ لازم نہیں کرتا کہ ہر جگہ اس سے وہی معنی مجازی مراد لیے جائیں اور کہیں بھی وہ اپنے حقیقی معنی میں مستعمل نہ ہو یا حقیقی معنی مراد ہونے کے لیے کسی اور دلیل کی حاجت پڑے۔اس مسئلے کی کامل تنقیح و تحقیق الکلمۃ العلیاء میں ہے اگر ہمارے عنایت فرما الکلمۃ العلیاء کا مطالعہ کرتے تو انہیں زحمت سوال برداشت کرنا نہ پڑتی، آپ یہ غور کیجئے کہ قرآن پاک میں شئی کے اوپر کل کا لفظ اور جگہ بھی وارد ہے ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر، وھو بکل شئی علیم، وکان اللہ بکل شئی محیطاً تو کیا معترض کے نزدیک سب جگہ کل بمعنی بعض ہی ہے؟ نہیں تو تبیاناً لکل شئی میں کل بمعنی بعض ہونے پر اس کے پاس کون سی نص موجود ہے؟

آگے اپنے مدعا کو مزید ثابت کرتے ہوئے مفتی صاحب فرماتے ہیں "مختلف عبارات سے حضور سید عالم ﷺ کے لیے جمیع اشیاء کا علم ثابت ہو رہا ہے ایک حدیث ہے:

اخبرنا عن بدء الخلق حتیٰ دخل اھل الجنۃ منازلھم و اھل النار منازلھم:

ترجمہ: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتی و جہنمیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہو جانے تک کی۔

دوسری حدیث: ما ترک شیئاً یکون فی مقامہ ذالک الیٰ قیام الساعۃ

ترجمہ: قیامت تک ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی۔

تیسری حدیث مسلم میں ہے:

زوی لِیَ الا رضَ فرأیت مشارقھا و مغاربھا.

ترجمہ: زمین میرے لیے سمٹی اور میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھا۔

چوتھی حدیث، طبرانی میں ہے:

انا اَنظر اِلیھا و اِلیٰ ما ھو کائِن فیھا اِلیٰ یوم القیامۃِ.

ترجمہ: میں دنیا اور اس میں ہونے والے قیامت تک کے تمام امور کو دیکھ رہا ہوں۔

یہ سب احادیث کیا اس مدعا کے لیے ناکافی ہیں کہ آیت میں لفظ کل اپنے احاطے اور استغراق پر ہے اور احتمال تخصیص عاطل و باطل، میں امید کرتا ہوں کہ کہ اس قدر تحریر میرے عنایت فرما کی تسکین خاطر کے لیے کافی ووافی ہوگی''۔(۹)

مذکورہ فتوے کے اقتباس سے آپ تاج العلماء کے انداز استدلال، دلائل کی کثرت اور طرز تحریر کی شگفتگی و شیفتگی کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔عموماً دار الافتاء کی زبان خشک اور سخت تصور کی جاتی ہے مگر حضرت تاج العلماء کے انداز تحریر کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ انہیں الفاظ پر کس قدر قدرت حاصل تھی کہ خشک موضوع کو بھی اپنے ''زور قلم'' سے خوبصورتی کا مرقع بنا دیا۔کاش! آپ کے سارے فتاویٰ کتابی صورت میں مدوّن ہو جائیں تو ملت اسلامیہ کے لیے بڑا فائدہ ہوگا۔اس طرف حضرت مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب (شہزادہ تاج العلماء) توجہ فرمالیں تو کام آسان ہو جائے گا۔اگر اس ناچیز کے لائق کوئی خدمت ہو تو بسر وچشم تیار ہوں۔

دوران تدریس کلکتہ سے بلاوا

جن دنوں حضرت تاج العلماء جامعہ نعیمیہ میں درس وتدریس کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے تھے انہیں دنوں مدرسہ عالیہ کلکتہ میں نائب صدر مدرس (Vice Pirnicpil) کی جگہ خالی ہوئی۔خلیفہ اعلیٰ حضرت محسن ملت الحاج لعل خان صاحب مرحوم کے بھتیجے اور

فرزند نسبتی حاجی عبدالعزیز خان صاحب نے فوراً ہی حضرت تاج العلماء سے رابطہ کیا اور ان کو وہاں چلنے پر زور دیا۔ جب آپ نے حضرت صدر الافاضل سے مشورہ کیا تو صدر الافاضل نے فرمایا:

''مولانا اگر آپ وہاں کثیر مشاہرہ کی وجہ سے چلے گئے تو یہاں دین کی خدمت کرنے کے لیے کون آئے گا''؟

استاذ محترم کی زبان سے نکلے ہوئے یہ جملے تاج العلماء کو تڑپا گئے۔ آخر کون استاذ کہہ رہا ہے؟ وہ استاذ، جو خود اپنی ہستی کو ملت اسلامیہ کے لیے وقف کر چکا ہے، جس استاذ نے دنوں کا چین اور راتوں کی نیند قوم کے نام کر دی۔ ایسے مخلص استاذ کی بات آپ کو اندر تک تڑپاتی چلی گئی۔ جب گھر پہنچے تو آپ کی والدہ محترمہ ذکیۃ النساء صاحبہ نے فرمایا:

''میاں اگر پتھر بھی ایک جگہ پڑا رہتا ہے تو نشان راہ بن جاتا ہے تم نے عمر عزیز کے بیش تر سال اس ادارے کی خدمت میں صرف کیے ہیں لہٰذا یہیں رہنا زیادہ مناسب ہے۔ رہا دنیا کا سوال؟ تو وہ تو آتی جاتی ہے قدرت کو اگر دینا ہے تو یہیں انتظام ہو جائے گا''۔

تڑپ تو دل میں پہلے ہی موجود تھی والدہ کی باتیں مزید دل میں گھر کر گئیں اور آپ نے حاجی عبدالعزیز صاحب سے معذرت کرتے ہوئے صدر الافاضل اور جامعہ کو چھوڑ کر جانے سے منع کر دیا۔ (۱۰)

حضرت صدر الافاضل سے محبت وعقیدت

یوں تو ہر شاگرد کو اپنے استاذ سے کچھ نہ کچھ انس ہوتا ہی ہے۔ مگر کچھ شاگرد ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی عقیدت ومحبت کی ابتدا وانتہا استاذ کی ذات ہی ہوتی ہے۔ تاج العلماء ایسے ہی ''برلے'' شاگرد تھے جنہوں نے محض اپنے استاذ کی محبت کی خاطر جامعہ میں قلیل مشاہرہ پر تدریس کی ذمہ داری ہی نہیں اٹھائی بلکہ حضرت صدر الافاضل نے پورا جامعہ ہی آپ کو سونپ دیا تھا۔ تاج العلماء نے جامعہ میں مدرس، مہتمم، نگراں نعیمی پریس، اور اس

کے علاوہ مختلف اوقات میں کورٹ کچہری میں وکالت کی ذمہ داریاں تن تنہا اٹھا کر جہاں ایک طرف اپنے استاذ سے قلبی محبت کا ثبوت دیا تو وہیں طبقہ علماء کو یہ پیغام بھی دیا کہ:

ع ہے جذبہ جنوں تو ہمت نہ ہار

ہمارے استاذ محترم مولانا یامین صاحب نعیمی اپنے تایا مولانا یونس نعیمی سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ کے حوالے سے تاج العلماء کی صدرالافاضل سے محبت کے بارے میں بتاتے ہیں کہ:

"آپ صبح کو اپنے گھر خواجہ نگری سے جامعہ کے لیے نکلتے تو راستے میں سب سے پہلے صدرالافاضل کا محلہ نیاریان (چوک حسن خان) پڑتا ہے۔ آپ صدرالافاضل کی بارگاہ میں حاضری دیتے اور اس کے بعد جامعہ تشریف لاتے اور پھر اس کے بعد حضرت صدرالافاضل کی درس گاہ خود اپنے ہاتھوں سے لگاتے"۔

مولانا یامین صاحب ایک اور واقعہ اپنے والد حافظ محمد اصغر مرحوم کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں: گرمیوں کا موسم تھا حضرت صدرالافاضل اپنی نشست گاہ میں آرام فرما رہے تھے، میرے والد آپ کے حجرے کے دروازے پر پہنچے اور ہلکا سا دروازہ کھول کر دیکھا کہ آپ لیٹے ہوئے ہیں۔ آہٹ ہونے پر صدرالافاضل نے میرے والد کو اندر بلایا اور حکم دیا کہ جاؤ مولانا محمد عمر کو بلا کر لاؤ۔

والد صاحب دوڑتے ہوئے آپ کے گھر پہنچے اور صدرالافاضل کا پیغام آپ کو سنایا۔ تاج العلماء جامعہ سے پڑھا کر گھر پہنچے تھے، دسترخوان لگا ہوا تھا اور آپ پہلا نوالہ توڑ چکے تھے بس منہ میں رکھنے ہی والے تھے کہ صدرالافاضل کا پیغام آ گیا، بس پھر کیا تھا فوراً ہی نوالہ واپس رکھا اور چلنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نے عرض کی پانچ دس منٹ لگیں گے پہلے کھانا کھالیں اس کے بعد چلے جائیں، پتا نہیں کون سا کام ہو اور کتنا وقت لگ جائے۔ یہ بات سن کر تاج العلماء نے فرمایا ضرور کوئی اہم بات ہوگی ورنہ اتنی عجلت میں حضرت نہیں بلاتے۔ میں کھانا بعد میں کھالوں گا پہلے حضرت سے ملاقات کر آؤں۔

جامعہ پہنچ کر صدرالافاضل کی بارگاہ میں حاضری دی اور بلانے کا سبب دریافت

کیا تو حضرت صدر الافاضل نے فرمایا:

"مولانا! میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے ذاتی کتب خانہ میں جتنی کتابیں ہیں میں نے وہ سب جامعہ کے لیے دے دی ہیں آپ ان سب کو جامعہ کے کتب خانہ میں رکھوا دینا لیکن آپ نے ابھی تک بھی اس کام کو پورا نہیں کیا، اگر میری آنکھ بند ہوگئی تو یہ ساری کتابیں وارثین کے حصے میں آئیں گی اور آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی کہ حضرت ان سب کتابوں کو جامعہ کے لیے کہہ گئے ہیں فوراً ساری کتابیں میرے گھر سے جامعہ منتقل کرو"۔

اپنے مشفق استاذ کا یہ مخلصانہ جذبہ دیکھ کر تاج العلماء کھانا چھوڑ کر چند طلبہ کو ساتھ لے کر کتابیں منتقل کرنے میں جٹ گئے دوپہر سے شام ہوگئی، تب کہیں جا کر یہ کام مکمل ہوا اور اس کے بعد ہی آپ گھر واپس تشریف لائے۔

جب میں نے یہ بات سنی تو بے اختیار دل سے آواز نکلی اے تاج العلماء! تمہاری تربت پر صبح و شام رحمت خداوندی کی گھنگھور گھٹائیں برسیں.. تمہارے مرقد پر انوار و تجلیات کی بارشیں نازل ہو کر زمانے کی تشنگی بجھا دیں.. تمہارے فیضان سے دنیا فیضیاب ہو... تم نے استاذ کی محبت کے ایسے سبق پڑھائیں ہیں کہ رہتی دنیا تک لوگ تمہیں یاد رکھیں گے۔

مفتی جمیل احمد نعیمی تحریر فرماتے ہیں:

"راقم الحروف جب زیر تعلیم تھا تو دوران درس مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ میں جوتیوں میں بیٹھنے کے لائق تھا مگر یہ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی کفش برداری کا صدقہ ہے کہ میں آج اس مسند درس و تدریس اور رشد و ہدایت پر متمکن ہوں۔ اس کے علاوہ راقم الحروف نے یہ بھی بارہا دیکھا ہے کہ اسباق شروع کرنے سے پہلے اپنے استاذ محترم کی روح پر فتوح کے لیے ایصال ثواب فرماتے اور اس کے بعد اسباق کا آغاز فرماتے۔ اللہ اللہ اس عقیدت و محبت کی بھی کوئی انتہا ہے"۔(۱۱)

شرف بیعت

تاج العلماء نے شرف بیعت واقف اسرار طریقت، ہم شبیہ غوث اعظم حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے پایا۔ اس طرح علوم ظاہری و باطنی دونوں کی تکمیل ''سیدین'' کے مبارک وجود سے ہوئی۔ شیخ المشائخ کی بارگاہ میں حضرت تاج العلماء کا مقام و مرتبہ کیا تھا، اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ آپ نہ صرف اشرفی میاں سے شرف بیعت رکھتے تھے بلکہ خلافت کے ساتھ ساتھ مجاز بیعت کے انعام سے بھی سرفراز تھے۔ آپ کو اجازت حاصل تھی کہ آپ اپنے ہاتھ پر اپنے پیر و مرشد کے لیے لوگوں کو بیعت کر سکتے ہیں۔

حضرت شیخ المشائخ کی بارگاہ سے جب آپ کو خلافت ملی تو آپ کو ''فاروق اللہ'' کا خطاب عطا ہوا۔ آپ کے پیر و مرشد آپ سے فرمایا کرتے تھے:

> مولانا نہ تو آپ کو مشائخ کی طرح عبادت و ریاضت اور مجاہدوں کی ضرورت ہے اور نہ کسی اور عمل کی آپ کی عبادت و ریاضت یہ ہے کہ درس و تدریس کی خدمت انجام دیتے رہیں''۔(۱۲)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت

حضرت تاج العلماء علیہ الرحمہ دیگر تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ عشق رسالت مآب ﷺ کی دولت سے بھی سرفراز تھے، جو ایک مومن کی زندگی کا اصل سرمایہ ہے۔

دیوانگی عشق بڑی چیز ہے سیمابؔ
یہ ان کا کرم ہے جسے دیوانہ بنادیں

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہا درجے کی محبت ہی تھی کہ آپ کے نوک قلم سے حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت و محبت میں الفاظ نہیں بلکہ عشق و محبت کے آبشارے پھوٹتے تھے، الفت رسول کے جل ترنگ بجتے تھے اور عشاقان مصطفیٰ کے لیے

آپ کے الفاظ، الفاظ نہیں موتیوں کا درجہ رکھتے تھے جسے وہ اپنی آنکھوں سے چن کر بے چین دلوں کو قرار بخشتے تھے۔

آقائے کریم علیہ السلام کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''فی الحقیقت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ اہل دنیا کے لیے اعلیٰ ترین نعمت اور بہترین دولت ہے اس کی یادگار قائم کرنا اور جب وہ مبارک دن آیا کرے اس روز نعمت عظمیٰ کی شکرگزاری اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل، حضور کے اوصاف و کمالات، حضور کے اخلاق و عادات، حضور کے عبادات و ریاضات، حضور کے معجزات حضور کا زہد اور حضور کی ولادت مبارکہ کا بیان اور اس پر فرح و سرور اور خداوند عالم کا شکریہ مسلمانوں کا ایمانی جذبہ ہونا چاہیے''۔(۱۳)

اس کے کچھ سطر بعد تاج العلماء تحریر فرماتے ہیں:

''(وہ نبی) جس نے مادی تاریکیوں اور نفسانی ظلمتوں کے سمندروں سے نکال کر عالم انوار میں پہنچایا ہے، جس نے نفس کو رذائل سے پاک کر کے فضائل سے مزین کیا ہے، جس نے خدا شناسی کے اصول بتائے ہیں اس کی نعمت کا پہچاننا، اس کی تشریف آوری کو سب سے بڑی دولت سمجھنا اس روز فرح و سرور کا اظہار کرنا، نیاز کیش پرورہ احسان کی سعادت ہے۔ جس کے احسانات نے ہمیں دین و دنیا کی عزت عطا فرمائی اور جس کے احکام پر ہماری زندگی کا لمحہ لمحہ قربان ہے''۔(۱۴)

ایک دوسرے مقام پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر جمیل کی ضروت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آقا کا ذکر، مولیٰ کی توصیف بندے کی سعادت ہے۔ وہ بندہ ہی کیا جس کے دل میں اس کے سید و سرور کی یاد نہ ہو، وہ مسلمان ہی کیا جس کے دل میں حضور کی محبت نہ ہو''۔(۱۵)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تاج العلماء کی وابستگی کے بارے میں آپ کے شہزادے مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب کا بیان ہے:

حج بیت اللہ کی حاضری سے پہلے جب تاج العلماء فقہ و حدیث کی کتابیں پڑھاتے تو جب کتاب الحج کا بیان آتا تو آپ سبق پڑھاتے ہوئے ایسی منظر کشی فرماتے جیسے کہ آپ نے یہ مقامات اپنی آنکھوں سے دیکھ رکھے ہوں۔ حضرت صدرالافاضل کے خادم خاص حاجی احمد حسن کہتے تھے مولانا آپ تو ایسی منظر کشی کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان مقامات کی زیارت کی ہے، یہ سن کر مفتی صاحب فرماتے حاجی صاحب جب میں پڑھاتا ہوں تو بظاہر یہاں ہوتا ہوں لیکن میرا دل وہیں ہوتا ہے۔(۱۶)

زیارت حرمین شریفین

مفتی صاحب دو مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۳۸ء میں آپ نے حضرت صدرالافاضل کی بابرکت معیت میں حج بیت اللہ کا سفر فرمایا۔ اپنے اس سفر پر مفتی صاحب بڑا ناز کرتے تھے اور کیوں نہ کرتے آخر اپنے مربی واستاذ کے ساتھ اتنی بڑی عبادت کا موقع ملنا یقیناً سعادت کی بات ہے۔ اسی لیے مفتی صاحب بطور تحدیث نعمت اس سفر حج کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔ دوسری مرتبہ آپ نے ۱۹۶۳ء میں پاکستان سے سفر حج کے لیے ارادہ فرمایا۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کے عزیز شاگرد حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی بھی تھے۔ وہ اپنے استاذ کی مکہ و مدینہ میں حاضری کی کیفیت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> (استاذ محترم) مکہ مکرمہ میں اور دیگر مقامات پر مناسک حج ادا کرتے ہوئے اگر تصویر حیرت نظر آئے تو مدینہ طیبہ میں آپ کو بارگاہ نبوت و رسالت میں پیکر ادب واحترام پایا۔ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہوئے آنکھوں کو پرنم اور زبان کو التجا کناں پایا۔ اللہ اللہ حضور اکرم ﷺ سے ادب و احترام کا یہ عالم کہ مسجد نبوی شریف میں رسول اکرم ﷺ کے مصلی ومحراب میں جب نفل ادا کرنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں تو آپ اپنا سر مبارک سجدہ کی حالت میں اس جگہ رکھتے ہیں جہاں رسول مقبول ﷺ اپنے قدم میمنت لزوم رکھا کرتے تھے"۔(۱۷)

ماہنامہ ''السوادالاعظم'' کا اجراء

فقہ وحدیث اور درس وتدریس کے علاوہ آپ ملکی وسماجی حالات پر بھی گہری نظر رکھتے تھے۔ یہ سب اوصاف آپ کو اپنے محسن ومربی حضرت صدرالافاضل سے ورثہ میں ملے تھے۔ میدان صحافت میں اہل سنت کی مضبوط نمائندگی کے لیے جب حضرت صدرالافاضل ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء میں مرادآباد سے ماہنامہ السوادالاعظم جاری فرمایا تو آپ کی قلمی صلاحیت، ملکی وملی معاملات پر گہری نظر اور مدبرانہ صلاحیتوں کی بنیاد پر آپ کو اس اہم رسالے کا مدیر منتخب فرمایا۔

رسالہ السوادالاعظم اپنے عہد میں ملت اسلامیہ کی مضبوط آواز، قومی معاملات پر گہری نظر رکھنے والا پاسبان اور تمامی اہل سنت کی جانب سے بے باک رائے دینے والا آرگن تھا۔ اس رسالے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ شرف قادری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

> ''یہ جریدہ ربع صدی سے زیادہ عرصے تک علوم اسلامیہ اور سنیت کا سرگرم نقیب رہا حالات حاضرہ اور ملکی سیاست پر زبردست تنقید وتبصرہ کے علاوہ دینی نقطہ نظر سے راہنمائی کے فرائض بھی انجام دیتا رہا''۔(۱۸)

مجلّہ السواد الاعظم میں تاج العلماء نے ہر طرح کے موضوعات پر خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ انداز تحریر ایک دم شگفتہ، اسلوب نہایت دل کش، الفاظ بڑے شستہ آج بھی تاج العلماء کی تحریر پڑھو تو ایسا لگتا ہی نہیں کہ یہ ستر اسّی سال پرانی اردو ہے۔ بالکل موتیوں کی لڑی کی طرح ایک سوت میں پروئی ہوئی تحریر ایک موتی اٹھاؤ کہ سارے موتی بکھرنے لگیں اور اپنی خوش نمائی سے قاری کے ذہن ودل میں اپنی جگہ بنالیں۔

مشتے نمونہ از خروارے

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ کو حضرت صدرالافاضل کی ہی کی بارگاہ سے

سب کچھ ملا تھا۔ اس لیے آپ کا طرز تحریر بھی صدر الافاضل سے ملتا جلتا اور آپ کی طرح ہی دلکش و رنگین تھا۔

آپ کی تحریروں کے چند نمونے ہدیہ قارئین ہیں۔

☆ ''ان کی آنکھیں دیکھتی ہیں کہ تمام کائنات کے علوم کے دریا اسی بحر بیکراں سے مالا مال ہیں جس کی شناوری و غواصی انہیں محبوب خدا ﷺ کی غلامی کی بدولت حاصل ہے''۔

☆ ''عالم کے غارت گر ہاتھ جو دنیا میں اپنے ادوار اور انقلابات سے صفحہ ہستی پر تغیرات کے عجیب و غریب نقش کھینچا کرتے ہیں، فلک سی بلندیوں کو پست اور پستیوں کی بلند آبادیوں کو ویران، ویرانوں کو آباد کر ڈالتے ہیں اس کتاب مقدس کے حروف کی کشش اور رسم الخط تک کی تبدیلی سے عاجز ہیں''۔

☆ ''آج دنیا نمود و نمائش کی عاشق ہے اور وہ افراد جو فقر و درویشی کے دعاوے رکھتے ہیں بجائے اخلاص، للہیت، ترک ریا کے نام و نمود اور شہرت کے شیدائی ہیں، عمل کم، اشتہار زیادہ، افتخار بہت''۔

☆ ''فقہاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا:

من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل .

زمانہ موجودہ میں اس واقفیت کا ذریعہ اخبار ہیں اور اخبار بینی سے انسان دماغی ترقی کر سکتا ہے اور اس کو معاملات میں رائے زنی کی اہلیت حاصل ہوتی ہے اور وہ روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات سے باخبر ہو کر نتائج نکالتا ہے''۔

یوں تو تاج العلماء نے بہت ساری موضوعات پر اپنے شہوار قلم سے علم و عرفان کی روشنی بانٹی ہے مگر یہاں صرف نمونے کے طور پر چند موضوعات لکھے جا رہے ہیں۔ جس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے کہ مفتی صاحب کو ''تاج العلماء'' یوں ہی نہیں کہا جاتا تھا۔

میرے سامنے اس وقت ماہنامہ السواد الاعظم ایک فائل ہے جس میں ماہ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ سے لے کر ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ کے درمیان شائع ہونے والے رسائل

ہیں انہیں میں سے چند موضوعات نذر قارئین ہیں۔

(۱) تبلیغ واخلاص (۲) کتاب مجید

(۳) رمضان مبارک (۴) ہندو اور مسلمانوں کا طریق عمل

(۵) مسلم اخبارات (۶) محفل میلاد

(۷) مجلس میلاد اور حسن نظامی (۸) لامذہبی اور بے دینی

(۹) لقائے حبیب (۱۰) تحدید عمرِ ازدواج کے خلاف جلسے

(۱۱) سارداہل اور حسن نظامی (۱۲) جمعیۃ العلماء کی طرف سے سول نافرمانی کا اعلان

(۱۳) حسن نظامی اور جھٹکے کا گوشت (۱۴) کانگریس اور مسلمان

(۱۵) جمعیۃ العلماء کی ہندو پرستی (۱۶) عید میلاد کو بارہ وفات نہ کہو

(۱۷) عورتوں کی تعلیم (۱۸) شکوۂ حرم

(۱۹) ہندوستان کی فضا (۲۰) موت العالم موت العالَم

(۲۱) کیا ذبیحہ گاؤ کسی بادشاہ یا کسی قوم کو راضی کرنے کے لیے ترک کیا جاسکتا ہے؟

مندرجہ بالا عناوین کو دیکھ کر آپ تاج العلماء کی وسعت ذہنی اور فکری جولانیت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے ذات برادری پر فخر ومباحات کی لعنت پر ایک کتاب ''تفرقہ اقوام'' اور مسائل رمضان وعید الفطر بھی تصنیف فرمائی ہے باقی دیگر کسی کتاب کا کوئی پتا نہیں ملتا۔

کنز الایمان اور خزائن العرفان کی اشاعت

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان نے جب ترجمہ قرآن کنز الایمان تحریر فرمایا تو اس کو چھاپنے کا شرف بھی آپ کو ہی حاصل ہوا۔ آپ نے جامعہ نعیمیہ میں قائم ''نعیمی پریس'' پر اس ترجمے کو شایان شان شائع فرمایا۔ شہزادہ تاج العلماء مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب راقم کے نام اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ کنز الایمان کی پہلی اشاعت صدر الافاضل کی سرپرستی میں والد محترم کی نگرانی میں ہوئی۔ متن قرآن کریم کی کتابت اور ترجمے کی کتابت کا واقعہ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں نہایت اختصار کے ساتھ تحریر ہے۔ جناب منشی کاتب ارشاد علی مرحوم جنہوں نے متن اور ترجمہ لکھا تھا انہوں نے سنایا تھا۔ موصوف یہیں پاکستان آئے اور یہیں آسودہ خاک ہوئے تھے"۔(۱۹)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں:

"کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کا سب سے پہلا ایڈیشن مطبع نعیمی مراد آباد نے رف کاغذ کے ۸۸۸ صفحات کی ضخامت پر مشتمل ۱۳۳۰ھ میں شائع کیا"۔(۲۰)

ترجمے کی اشاعت کے بعد حضرت صدر الافاضل نے کنز الایمان پر حاشیہ نما تفسیر "خزائن العرفان تحریر کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کی نگاہ انتخاب تاج العلماء پر ہی پڑی کیوں کہ آپ استاذ کے مزاج شناس تھے۔

طریقہ تحریر اس طرح تھا کہ صدر الافاضل بولتے جاتے تھے اور تاج العلماء لکھتے جاتے تھے اس طرح یہ عظیم تفسیر منصۂ شہود پر آئی۔ جس میں حضرت تاج العلماء کی کاوش بھی شامل ہے اور آج اسی ترجمہ و تفسیر سے خوش عقیدہ مسلمان "ایمان کے خزانے" کے ساتھ ساتھ "عرفان کے خزینے" بھی حاصل کر رہے ہیں۔

مخزن عربیہ بحر العلوم کا قیام

۱۹۵۱ء میں آپ ہندوستان سے ہجرت فرما کر کراچی تشریف لے آئے۔ یہاں پر انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں محرم الحرام ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء میں جامع مسجد کلاتھ مارکیٹ کے عقب میں رابسن روڈ پر ایک مختصر سی جگہ میں چند طالب علموں کو لے کر مسند تدریس بچھائی اور اس طرح سے کراچی کی زمین پر مخزن عربیہ بحر العلوم کا قیام عمل میں آیا۔ آج یہی درسگاہ دار العلوم نعیمیہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

درس و تدریس کے علاوہ آپ جامع مسجد آرام باغ میں اعزازی طور خطابت کے

فرائض بھی انجام دیتے رہے اور یہ سب خدمات خالصتاً لوجہ اللہ تھیں۔ آج بھی آپ کے جانشین مفتی محمد اطہر نعیمی دار العلوم نعیمیہ اور جامع مسجد آرام باغ کی فی سبیل اللہ خدمت انجام دے رہے ہیں اور الولد سر لابیہ کی حسین تفسیر پیش کر رہے ہیں، اللہ انہیں صحت وعافیت کے ساتھ تا دیر قائم ودائم رکھے۔ آمین

وصال پر ملال

وہ لمحہ بڑا دردناک ہوتا ہے جب ایک ایسی شخصیت رخت سفر باندھ لے جس کے وجود سے ملت کی ہزاروں امیدیں وابستہ ہوں، جس کا وجود ہر مشکل کا حل ہو اور جس کی ذات ہر فتنے کے لیے ڈھال ہو۔ مگر یہ درد اٹھانا ہی پڑتا ہے کیوں کہ دستور قدرت یہی ہے اس سے کسی کو مفر نہیں ہے۔

۲۳ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۷ مارچ ۱۹۶۶ء کو بروز جمعرات وہ گھڑی آ ہی گئی جب پچاس سال تک ملت اسلامیہ کی خدمت کرنے والے عظیم قائد، جانشین صدر الافاضل، عاشق رسول حضرت تاج العلماء نے اپنے مشفق استاذ سے ملنے کے لیے رخت سفر باندھ ہی لیا اور مولیٰ کریم کے بلاوے پر جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

تھوڑی ہی دیر میں وفات کی خبر پورے شہر میں پھیل گئی اور اگلا دن آتے آتے پورے ملک اور ملک سے باہر بھی یہ خبر عام ہو گئی۔ کراچی شہر میں ہر آنکھ تاج العلماء کی جدائی کے غم میں بھری ہوئی تھی، ہر چہرہ افسردہ تھا اور ہر دل آپ کی رحلت پر بے چین و بے قرار تھا:

ع ایک شخص سارے شہر کو یتیم کر گیا

آپ کے عزیز شاگرد مفتی جمیل احمد نعیمی اپنے استاذ کے آخری سفر کے بارے لکھتے ہیں:

> آپ کا جنازہ جلوس کی شکل میں اپ کے دولت کدہ سے اٹھایا گیا۔ صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے عیدگاہ ناظم آباد نمبر ۳ پیٹرول پمپ لایا گیا اور اس وسیع وعریض میدان میں ہزارہا افراد نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی، نماز جنازہ (کی امامت)

کے فرائض آپ کے خلف اکبر مولانا محمد اطہر نعیمی صاحب نے انجام دیے۔
اس کے بعد آپ کے جنازے کو مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام پڑھتے ہوئے
مسجد دارالصلوٰۃ جو کہ آپ کے دولت کدہ سے قریب ہے۔اس سے متصل ہی
آپ کی تدفین کی گئی۔آج بھی آپ کا مزار پر انوار خانہ خدا کے جوار میں مرجع
خاص وعام بنا ہوا ہے۔(۲۱)

مولانا ضیاء القادری بدایونی نے آپ کے وصال پر درج ذیل تاریخ کہی ہے:

عالم ذی جاہ مولانا عمر　　تھے سراج علم مثل ماہ و مہر
اے ضیاء ہے آپ کا سال وصال　　عالی ہمت رحمۃ اللہ علیہ
(۱۳۸۶ھ)

یہ تھی اس مرد قلندر کی حیات کی چند جھلکیاں جو اپنے آپ میں ایک انجمن اور وَن مین آرمی (One Man Army) تھا، جس کے ضیا پاشیوں سے متحدہ پاک و ہند کی کم وبیش سبھی درس گاہیں اور افراد فیض یاب ہوئے اور ہو رہے ہیں لیکن اس مرد کامل کو بھی ان کے استاذ محترم کی طرح شعوری وغیر شعوری طور بھلا دینے کی کوششیں ہوئیں۔جس میں نعیمی برادری بھی برابر کی قصوروار نظر آتی ہے کیوں کہ دوسروں سے امید رکھنے کی بجائے ہمیں خود آگے آنا چاہیے اور یہ بات رکھنی چاہیے۔

بے نشانوں کے نشاں مٹتے نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

حوالہ جات

(۱) مختصر تذکرہ تاج العلماء، ص ۱۔ مؤلف مفتی جمیل احمد نعیمی

(۲) مختصر تذکرہ تاج العلماء، ص ۲)

(۳) تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان، ص ۴۹۶،

(۴) مختصر تذکرہ تاج العلماء، ص ۳

(۵) مفتی غلام معین الدین نعیمی، حیات صدر الافاضل، ص ۳۱

(۶) تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان، ص ۴۹۶

(۷) مکتوب مفتی محمد اطہر نعیمی بنام راقم غلام مصطفیٰ نعیمی

(۸) مختصر تذکرہ تاج العلماء، ص ۱۲

(۹) السواد الاعظم مراد آباد، مجریہ شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ

(۱۰) مختصر تذکرہ تاج العلماء، ص ۵

(۱۱) مختصر تذکرہ تاج العلماء، ص ۵

(۱۲) مختصر تذکرہ تاج العلماء، ص ۶

(۱۳) ماہنامہ السواد الاعظم، مجریہ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ ص ۱

(۱۴) نفس مصدر

(۱۵) السواد الاعظم، ماہ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ ص ۲

(۱۶) مختصر تذکرہ تاج العلماء، ص ۷)

(۱۷) مختصر تذکرہ تاج العلماء، ص ۸

(۱۸) تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان، ص ۴۹۶

(۱۹) مکتوب مفتی محمد اطہر نعیمی بنام راقم غلام مصطفیٰ نعیمی

(۲۰) کنز الایمان اور دیگر تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ

(۲۱) مختصر تذکرہ تاج العلماء، ص ۱۴

☆.....☆.....☆

امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

۱..... عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

۲..... طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں۔

۳..... مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔

۴..... طبائع طلبہ کی جانچ ہو جس کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے، یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف ومناظرہ میں بھی توزیع (تقسیم) ہو، کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔

۵..... ان میں جو تیار ہو جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً وتقریراً، وعظاً ومناظرۃً اشاعتِ دین ومذہب کریں۔

۶..... حمایت (مذہب) ورد بدمذہباں میں مفید کتب ورسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

۷..... تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شایع کیے جائیں۔

۸..... شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبی اعداء کے لیے اپنی فوجیں میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔

۹..... جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰..... آپ کے مذہبی اخبار شایع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں قیمتاً اور بلا قیمتاً روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

Printed By:
Al-Nasir Research Academy, Karachi
0300-2080345, mnkchishti@gmail.com